آخری قسط

مولانا ابوریحان عبدالغفور، بنام ماسٹر محمد امین

نیز اس لئے بھی اس کو غلط اور اکابر کے مسلک کے خلاف نہیں کہا جاسکتا کہ یہ شخص بھی یزید کو عادل و صالح کہہ کر بعینہ وہی کچھ کہتا کرتا ہے جو کچھ اکابر نے اس کو فاسق و فاجر کہہ کر کہا اور کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یزید کی خلافت و بیعت سے متعلق صحابہؓ میں اختلاف تھا، ایک جماعت اگر اس کے حق میں تھی تو دوسری جماعت اس کے خلاف تھی۔ ایسی صورت میں یزید کو فاسق و فاجر کہا جائے یا عادل و صالح کسی صورت بھی صحابہؓ کے دونوں موقف صحیح نہیں بنتے بلکہ صرف کوئی ایک ہی صحیح بنتا اور اس کے مدمقابل دوسرا لازماً غلط ہی قرار پاتا ہے۔ چنانچہ اگر اس کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ کہا جائے تو اس کی خلافت و بیعت سے اختلاف کرنے والے صحابہؓ کا موقف تو بظاہر صحیح بن جاتا ہے لیکن اس سے اتفاق کرنے والے صحابہؓ کا موقف غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ ایک فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کو باختیار خود خلیفہ بنانا، ماننا اور اس کی بیعت و اطاعت کرنا صرف غلط ہی نہیں بلکہ گناہ بھی ہے۔ اور اگر اسکو صالح و عادل کہا جائے تو اس کی خلافت و بیعت سے اتفاق کرنے والے صحابہؓ کا موقف تو صحیح بن جاتا ہے لیکن اس سے اختلاف کرنے والے صحابہؓ کا موقف، غلط قرار پاتا ہے کیونکہ ایک صالح و عادل خلیفہ کو خلیفہ نہ ماننا، اس کی بیعت و اطاعت نہ کرنا اس سے بھی بڑھ کر بیعت کر کے توڑ دینا اور اس کے خلاف خروج کرنا کرانا غلط اور گناہ ہے۔

ایسی صورت میں کوئی شخص، یزید کو فاسق و فاجر کہے یا عادل و صالح اسکو صحابہؓ کے ان دونوں موقفوں میں سے کسی ایک موقف کی کوئی مناسب تاویل ضرور کرنی پڑیگی۔ چنانچہ اکابر علماء اہل السنۃ نے یہی کیا ہے کہ یزید کو فاسق و فاجر کہہ کر حضرت حسینؓ وغیرہ کے موقف کو تو صحیح بنا لیا اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کے موقف کی تاویل کر لی۔ لہذا اگر کوئی شخص، یزید کو صالح و عادل کہہ کر حضرت معاویہؓ وغیرہ کے موقف کو تو صحیح بنا لے اور حضرت حسینؓ وغیرہ کے موقف کی تاویل کر لے تو وہ بعینہ اکابر کے طریقہ کار کی ہی پیروی کرنے والا سمجھا جائیگا، اس کی مخالفت کرنے والا اس کو ہرگز نہ کہا جائیگا کیونکہ اس نے بنیادی طور پر وہی کچھ کیا ہے جو کچھ اکابر نے کیا تھا۔ اکابر نے بھی یزید کو فاسق و فاجر کہہ کر ایک موقف کو صحیح بنایا اور دوسرے کی تاویل کی تھی اس نے بھی اس کو صالح و عادل کہہ کر ایک موقف کو صحیح بنایا اور دوسرے کی تاویل کی ہے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یزید کے فسق و عدل کی بحث سے اکابر کا مقصود اصلی اس کی تفسیق و تعدیل نہیں بلکہ صحابہؓ کے ان موقفوں کی تصحیح و تاویل ہے جو انہوں نے یزید کی خلافت و بیعت سے متعلق اختیار کئے تھے۔ کیونکہ جب اس کو فاسق و فاجر یا عادل و صالح کہنے سے صحابہؓ کے دونوں موقف صحیح بنتے ہی نہیں بلکہ کوئی ایک ضرور غلط ہی ٹھہرتا ہے تو اکابر نے اس کی تفسیق و تعدیل کو مقصود اصلی بنا کر، کرنا ہی کیا تھا۔ لہذا صحابہؓ کے موقفوں کی تصحیح و تاویل کی بجائے یزید کے فسق و عدل کو اپنا مقصود اصلی بنا لینا، اسی کو ہر کسی سے اپنے اتفاق و اختلاف کی بنیاد ٹھہرانا، اسی کے حوالہ سے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ بجائے خود اکابر کے اصلی

مقصود اور بنیادی مسلک سے انحراف ہے۔

۱۳۔ آپ نے اکابر کی عبارتیں نقل کر کے مولانا محمد امین صاحب اور کرئی سے یہ پوچھا ہے کہ "مولانا ارشاد فرمائیے یہ بزرگ سب رفض و تشیع کی خدمت ہی کرتے رہے۔" (جوابی مضمون ص ۳)

لیکن مولانا محمد امین صاحب نے تو آپ کے مضمون کی بابت لکھا تھا کہ اس میں "یزید کے بارے میں سنیت و حنفیت سے زیادہ رفض و تشیع کی ترجمانی کی گئی ہے۔" انہوں نے ان اکابر کے بارے میں تو نہ لکھا تھا۔ اور آپ کے مضمون کے بارے میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے بالکل صحیح لکھا ہے۔ اس سے اکابر کے بارے میں بھی انکا یہی کچھ لکھنا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ آپ کے مضمون اور اکابر کے لکھے ہوئے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً

الف۔ اکابر نے یزید کو فاسق و پلید صرف لکھا ہے یہ کچھ اس کو زبردستی بنایا نہیں ہے جبکہ آپ نے تو محض تاریخی موضوعات و مکذوبات بلکہ خرافات و لغویات کی بنیاد پر اسکو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ بنانے پر اپنا سارا زور لگا دیا ہے اور برابر لگائے جا رہے ہیں۔

ب۔ آپ نے اپنے مضمون میں یزید کو صرف فاسق و فاجر ہی نہیں لکھا بلکہ اس سے متعلق کسی امام باڑے کی پوری مجلس پڑھی بلکہ پٹوائی ہے جبکہ اکابر کی عبارتوں کا اس سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں نہ اس مجلس خوانی کا وہاں کوئی اتا پتا ہی ہے۔

ج۔ اکابر نے اس مسئلہ میں اختلاف نہ صرف برداشت کیا بلکہ خود اس کا قدیماً و حدیثاً اختلافی ہونا بیان کیا پھر جانبین کو حق، صحیح اور موافق اصول بھی کہا بلکہ دونوں طرف دلائل کا نصوص سے بکثرت موجود ہونا بھی بتایا۔ جبکہ آپ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ آپ تو ادارہ الخیر کا ایک چند سطری اختلافی نوٹ۔۔۔ اختلافی نوٹ بھی نہیں بلکہ صرف ایک وضاحت۔۔۔۔۔ اور وہ بھی عربی میں برداشت نہ کر سکے۔ اور محققین اہل سنت کے محقق مسلک کے منور چہرہ پر رافضیت و سبائیت یا بدترین مداہنت کی کالک ملوا کے ہی دم لیا۔ کیا اکابر کا بھی طریق اس سلسلہ میں یہی تھا؟

پھر اس کے علاوہ بھی کئی بنیادی فرق ہیں آپ لوگوں کے طرز عمل اور اکابر کے طرز عمل میں۔ مثلاً

الف۔ اکابر نے یزید کو فاسق کہا ہے لیکن دوسروں پر اس کو فاسق کہنا ایسا ٹھونسا نہیں جیسا آپ لوگ ٹھونس رہے ہیں کہ جو اس کو فاسق و فاجر نہ کہے وہ، آپ کے نزدیک دیوبندیت اور دیوبندی مدارس سے اخراج کا مستحق اور یزیدی و خارجی اور ناصبی جیسے فتووں کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

ب۔ اکابر نے اس کو فاسق کہا لیکن نہ تو سنی عقیدہ کے طور پر اس کا پرچار کیا اور نہ اس کے فسق و فجور کی ترویج و اشاعت کو باقاعدہ اپنا مشن ہی بنایا، نیز نہ اپنی جماعت کے لوگوں سے اپنے اتفاق و اختلاف کی بنیاد اس کو بنایا اور نہ اس کے حوالہ سے اپنی جماعت میں تفریق ہی پیدا کی۔ جبکہ آپ لوگ یہ سب کچھ بڑے اہتمام سے کر رہے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد کی تو اس سلسلے میں آخری بات ہی اپنے سے اختلاف کرنے والوں کی بابت یہ ہوتی ہے کہ وہ "اگر یہ اعلان کر دیں کہ وہ یزید کو فاسق تسلیم کرتے ہیں تو ہمارا ان سے اختلاف ختم ہو جائیگا۔" حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب خطیب اسلام آباد، مولانا عطاء المحسن شاہ صاحب اور مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش مرحوم وغیرہ سے

اس کے علاوہ اور کیا اختلاف ہے آپ کے پیرومرشد کا؟ کیا اکابر نے بھی یزید کا فسق و فجور لوگوں سے یوں تسلیم کرایا تھا؟

اس لئے اس سلسلے میں آپ اکابر کی بات نہ کریں بلکہ اپنی بات کریں۔ ان اکابر پر مولانا امین صاحب کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ ان پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ مولانا امین صاحب بھی ان اکابر کو زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ضرور ہی سمجھ سکتے ہیں جتنا انکو سمجھنے کا آپ دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اور زیادہ نہیں تو کم از کم آپ جتنے متبع تو وہ بھی ان کے ہیں ہی۔ نیز ان کی عبارتوں کی توضیح و تشریح اور تنقیح و تحقیق کا حق اور ملکہ بھی کم از کم آپ جتنا تو ان میں بھی ہے ہی۔ یہ اکابر کے مسلک و مشرب اور ان کے عقیدے و نظریے سے اتفاق و اختلاف وغیرہ کا مسئلہ نہیں بلکہ ان کی عبارتوں کی توضیح و تشریح و تنقیح و تحقیق کا مسئلہ ہے جس میں ایک مولانا محمد امین کا دوسرے مولانا محمد امین سے اختلاف ہے۔ اصل عقائد و نظریات میں اکابر کی پیروی و عدم پیروی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ چنانچہ آپ نے جو عبارتیں نقل کی ہیں ان میں سے بعض تو عبارتوں پر ہی کلام ہو سکتا ہے۔ اور بعض سے آپ کے استدلال پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ مثلاً

الف۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس میں یزید کے فسق و فجور کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ پھر اسمیں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ شہادت حسینؓ کے بعد "تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں۔" یہ بالکل غلط اور تاریخی حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ واقعہ کربلا کے پانچ سال بعد ۶۶ھ میں مختار ثقفی جیسے معمولی، بے دین اور اہل بیت کے دشمن انسان نے اپنے ہی اقرار کے مطابق محض حصول دنیا کیلئے یہ مطالبہ کیا تھا۔ ۶۶ھ سے پہلے نہ کوئی مطالبہ تاریخ میں ملتا ہے اور نہ اس حوالہ سے کوئی بغاوت ہی نظر آتی ہے۔ کربلا کے بعد سب سے پہلا واقعہ، حرہ کا واقعہ ہے۔ اہل مدینہ سے آپ نے یزید کو فاسق و فاجر زانی، شرابی۔ بندر باز اور رنڈی باز سب کچھ کہلوایا لیکن خون شہداء کا مطالبہ برائے نام آپ بھی ان سے نہ کہلوا سکے۔ اس کے بعد واقعہ مکہ پیش آیا وہاں بھی آپ نے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ سے یزید کے بارے میں وہ کچھ کہلوایا جو کچھ آپ ان سے کہلوا سکتے تھے لیکن خون شہداء کا نام بھول کر بھی آپ ان کی زبان سے نہ نکلوا سکے۔ اور واقعہ کربلا کے بعد کل یہی دو واقعے پیش آئے جن میں خون شہداء کا اشارۃً و کنایۃً بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اور ان دو واقعوں کے علاوہ یزید کے دور میں اور کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس کو خون شہداء سے متعلق ہی کیا جا سکے چہ جائیکہ اس کیلئے بغاوت کا نام اس کو دیا جائے؟

ب۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم کے آپ نے جو یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ یزید کے فسق و فجور پر "صحابہ کرام سب کے سب متفق ہیں خواہ مبالعین ہوں یا مخالعین الخ" یہ محض حکیم الاسلام کا اپنا ایک خیال ہے جسکا کوئی واضح ثبوت یا کوئی واضح قرینہ صارفہ عن الظاہر انہوں نے بیان نہیں فرمایا۔ یہ حکیم الاسلام نے مبالعین صحابہؓ کے اندر کی بات کی ہے اور اپنے اندر کی بات وہ صحابہؓ خود ہی بتا سکتے تھے تیرہ چودہ سو سال بعد قاری صاحب مرحوم یا کوئی اور نہیں بتا سکتا اور نہ کسی کی ایسی بے ثبوتی و بے قرینہ بات کسی اور کیلئے واجب التسلیم ہی ہے۔ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ خلاف ظاہر ایسی باتیں روافض کی ہی ان باتوں جیسی ہیں جو وہ حضرت علیؓ کے

بارے میں کرتے ہیں کہ بظاہر تو انہوں نے خلفاءؓ ثلاثہ کی بیعت کر لی تھی، ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے لیکن اندر سے وہ انکو (معاذاللہ) منافق اور ظالم و غاصب ہی جانتے مانتے تھے۔ فرمائیے! قاری صاحب کی اس بات میں اور رافضیوں کی اس بات میں کیا فرق ہے؟ کسی مستند آدمی کی ہر کتاب اور ہر بات ہی مستند نہیں ہوا کرتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے بڑھ کر حدیث میں کون مستند ہوگا۔ لیکن آپ ہی فرمائیں کہ ان کی صحیح بخاری کے علاوہ ان کی دیگر کتب خصوصاً جزء القراءۃ خلف الامام اور جزء رفع الیدین کو آپ کتنا مستند جانتے مانتے ہیں؟ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (رحمھم اللہ) کی شہید کربلا ایسی ہی کتابوں میں سے ہیں جیسی امام بخاری کی جزء القراءۃ اور جزء رفع دیدین اور تاریخ کبیر وغیرہ۔ یہ نہ مستند ہیں اور نہ کسی مدمقابل کے خلاف قابل استدلال اور نہ ان کتابوں کی ایسی باتوں کا کوئی ایسا وزن ہی ہے کہ کسی مدمقابل پر انکا رعب بٹھایا جاسکے۔

مولانا! اگر ہر شخص کی ہر بات یوں سند کا درجہ حاصل کرنے لگ جائے تو پھر آپ کو صرف یزید کو ہی نہیں بلکہ اس کے باپ اور دادے کو بھی، پھر صرف فاسق ہی نہیں بلکہ العیاذ باللہ۔ کافر، منافق، ظالم، دشمن اسلام وغیرہ وغیرہ بھی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ اہل السنۃ کے جصاص جیسے اکابر نے یہ سب کچھ ان کو لکھا اور بنایا ہے۔ آپ نے تو یزید کے صرف فسق پر اور صرف ایک درجن کے قریب حوالے دیئے ہیں۔ عبدالقیوم علوی نے اس کے باپ اور دادا یعنی حضرت معاویہؓ اور حضرت ابوسفیانؓ اور دیگر بعض صحابہؓ تک کے صرف فسق نہیں بلکہ کفر و نفاق تک کیلئے ایک دو نہیں بلکہ ساٹھ سے بھی اوپر اکابرین اہلسنت کے حوالے دیئے ہیں۔ اور ایسے حوالے ہیں کہ آپ جیسے مناظرین اہلسنت سارے بھی جمع ہو جائیں تو ان اکابر کی اس بات کی تردید و تغلیط کے سوا اس کا کوئی اور معقول جواب نہیں دے سکتے:" یہ کیس عدالت میں ہے ابھی تک اس کے قانونی نقطوں پر ہی بحث ہو رہی ہے۔ اگر بات اکابر کی عبارتوں تک پہنچی تو عدالت کو ان صحابہ کے کفر و نفاق تک کا فیصلہ دینے میں بھی کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔ اور یہ سب فیض ہوگا اکابر کی ہی تصریحات و ارشادات کا۔" الخ

اس لئے اکابر کی بات وہ پیش کرنی چاہیئے جو مستند اور اصول و قواعد اہل السنۃ کے مطابق ہو۔ ایک بلا دلیل دعوے کو اگر یکے بعد دیگرے دس بیس یا سو پچاس اکابر نقل کرتے چلے جائیں تو محض کثرت نقول سے وہ مدلل نہیں ہو جاتا۔ فسق یزید پر اتفاق کا دعویٰ ایسا ہی دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہی نہیں بلکہ خلاف دلیل بس نقل ہی ہوتا آرہا ہے۔ یہی مدعیان اتفاق دنیا کو بتاتے ہیں کہ یزید کو خلیفہ بنانے میں صحابہؓ و تابعین کا اختلاف۔ اس کو خلیفہ ماننے میں ان کا اختلاف، اسکی بیعت کرنے میں اختلاف، اس کے خلاف خروج کے جواز میں اختلاف، بالفعل خروج کرنے میں اختلاف۔ لیکن آگے یکدم دعوی کر دیتے ہیں کہ "فسق میں اتفاق"۔ کیا ایسے عجیب و غریب اختلاف و اتفاق کی انوکھی مثال دنیا کے کسی اور مسئلہ میں بھی ملتی ہے؟ جب تک سارے پہلے اختلافات بھی اتفاق میں تبدیل نہیں کر دیئے جاتے اس وقت تک فسق میں اتفاق کا دعویٰ محض بلادلیل اور غیر واجب التسلیم ہے۔ اس سلسلے میں بات حضرت گنگوہی کی ہی حق و صواب ہے باقی سب محض قیل و قال ہے۔

ج۔ آپ نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے یزید کو گمراہی و ضلالت کا شامی داعی لکھا ہے۔ اگر یہ عبارت

واقعی شاہ صاحب ہی کی ہے اور الحاقی نہیں ہے تو میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ کسی قابل اعتماد سند سے یزید کی کوئی ایک دعوت الی الضلالۃ آپ پیش کریں، ہم تو اسکی ایک ہی دعوت جانتے ہیں جو اس نے غیر مبالعین اور خالعین کو دی تھی اپنی بیعت کی۔ اگر اس کی یہ دعوت، دعوت الی الضلالۃ ہے تو جنہوں نے اس کو خلیفہ بنایا، اس دعوت کا موقع اس کو فراہم کیا ان کے بارے آپ کا کیا فتویٰ ہوگا؟ وہ تو پھر یزید سے بھی بڑھ کر (العیاذ باللہ) داعی الی الضلالۃ ہوں گے؟ اور اگر اس کے علاوہ اس کی کوئی ایسی دعوت تاریخ میں محفوظ ہے جس کو گمراہی اور ضلالت کی طرف دعوت کہا جاسکے تو کسی قابل اعتماد سند سے اس کی نشاندہی فرمائیے۔ اس کے بعد آپ کو حق ہو گا شاہ صاحب کی اس عبارت سے استدلال کرنے کا۔

د۔ اسی طرح حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مرحوم اور حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی، مدظلہ کا جو حوالہ آپ نے دیا ہے وہ بے سود ہے۔ کیونکہ اس میں تو انہوں نے سرے سے فسق یزید کی بحث ہی نہیں چھیڑی بلکہ یزید کو خلیفہ عادل اور راشد قرار دیکر حضرت حسینؓ کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہونے کی بات کی اور اس مجموعی نظریے کو اہل سنت و الجماعت کے نزدیک باطل کہا ہے۔ اور پھر اس مجموعی نظریے میں بھی مقصود اصلی حضرت حسینؓ کو باغی قرار دینے والا جزو ہے۔ کیونکہ ان کو باغی قرار دینا کچھ یزید کو عادل و راشد قرار دینے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کہنے والا یزید کو فاسق و فاجر کہہ کر بھی حضرت حسینؓ کو اس حوالہ سے باغی کہہ سکتا ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک فاسق و فاجر متغلب حاکم وقت کے خلاف بھی خروج ناجائز اور اس کے شرعی احکام میں اس کی اطاعت واجب ہے۔ (نووی شرح مسلم ص ۱۲۵/۲، فتح الباری ص ۷، ۸، ۱۷/ج ۱۳، منہاج السنتہ ص ۲۴۱/ج ۲، شرح عقائد مع النبراس ص ۵۳۹، ازالتہ الخفاء ص ۵۳۱؟ ج ۱ مترجم وغیرھا) اور بیعت کا مطالبہ یزید کا شرعی حکم تھا غیر شرعی نہ تھا۔ اسی طرح حضرت حسینؓ کو عادل قرار دینے کیلئے یزید کو فاسق و فاجر قرار دینا بھی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس کو عادل و راشد ٹھہرا کر بھی حضرت حسینؓ کو عادل ٹھہرایا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے "شہادت امام حسینؓ و کردار یزید" میں حضرت حسینؓ کے کربلائی موقف کی جو تشریح و توضیح فرمائی ہے۔ اس کے مطابق ان کے موقف کی صحت، یزید کے فسق و فجور پر موقوف نہیں رہتی، بلکہ وہ فاسق و فاجر ٹھہرے یا عادل و صالح قرار پائے۔ حضرت حسینؓ کا کربلائی موقف بہر صورت صحیح ہی رہتا ہے۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کربلائی موقف کا صحیح یا غلط ہونا نیز خود ان کا بھی عادل یا باغی ہونا یا یہ کچھ انکو اور انکے اس موقف کو کہنا، یزید کے فسق و عدم فسق پر موقوف ہی نہ ہوا تو مفتی جمیل احمد صاحب اور مفتی عبدالشکور صاحب نے اس سلسلہ کے جس نظریہ کو یہاں اہل سنت و الجماعت کے نزدیک باطل کہا ہے اس میں مقصود اصلی بھی یزید کو صالح و راشد قرار دینے والا جزو نہ ہوگا بلکہ حضرت حسینؓ کو باغی قرار دینے والا جزو ہوگا۔

الغرض ان حضرات مفتیان کرام نے یزید کو عادل و راشد خلیفہ قرار دیکر حضرت حسینؓ کو باغی قرار دینے والے مجموعی نظریے کو اہل سنت و الجماعت کے نزدیک باطل کہا ہے اور اس مجموعی نظریے کو مولانا محمد امین صاحب اور کوئی بھی بالکل وہی کچھ کہتے ہیں جو کچھ ان مفتیان کرام نے کہا ہے۔ لہذا ان حضرات کی عبارت سے مولانا کے خلاف آپ کا یہ استدلال محض بے سود و بے اثر ہے۔

رہیں باقی اکابر کی عبارتیں؟ تو ان میں اگرچہ یزید کے فسق و سق کا ذکر ہے لیکن آپ نے تو انکی طرح اس کو فاسق و فاجر نہیں کہا بلکہ روافض کی طرح اس کے فسق و فجور اور شراب نوشی و زناکاری پر پوری مجلس پڑھی ہے۔ اور مولانا محمد امین صاحب اور کزئی کا اعتراض بھی آپ کی اس افضیانہ مجلس خوانی پر تھا محض یزید کو فاسق و فاجر کہنے پر نہ تھا۔ آپ نے اگر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی وغیرہ (رحمہم اللہ) کی طرح اس کو فاسق وغیرہ کہا ہوتا تو مولانا اور کزئی کو آپ پر بھی سنیت و حنفیت سے زیادہ رفض و تشیع کی ترجمانی کا اعتراض اسی طرح نہ ہوتا جسطرح حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی جیسے اپنے اکابر (رحمہم اللہ) پر ان کو نہیں۔ لہذا اکابر کی یہ عبارتیں نہ آپ کو مفید ہیں اور نہ مولانا اور کزئی کو مضر۔

۱۴۔ آپ نے یزید اور اس کی خلافت و بیعت سے اختلاف کرنے والے صحابہؓ و تابعین کا آپس میں تقابل کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد امین صاحب سے پوچھا ہے کہ

"یزید فاسق تھا اور اس کے مدمقابل حضرت امام حسینؓ، مدینہ کے مہاجرین و انصار صحابہ کرام، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور مکہ مکرمہ کے دیگر صحابہ و تابعین عادل تھے، آپ نے یزید کے فسق کا تو انکار فرمایا، اب اس کے مدمقابل سب صحابہ کرامؓ کو آپ غلط کار، باغی اور فاسق کہتے ہیں یا کیا۔ بات تو پوری بتانی چاہئیے۔" (جوابی مضمون ص ۳)

آپ نے اپنے اس سوال میں حقیقت پسندی کی بجائے مناظرانہ ہنرمندی اور سبائیانہ منصوبہ بندی سے کام لیا ہے، جسے آپ خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے اسکی تفصیل میں جائے بغیر عرض ہے کہ آپ کے اس سوال کا کماحقہ جواب تو مولانا اور کزئی صاحب ہی دیں گے لیکن میں بھی چونکہ انکو خوب اچھی طرح جانتا ہوں، ان کے عقائد و نظریات سے خوب اچھی طرح واقف ہوں اس لئے پوری ذمہ داری اور پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ انہوں نے بقول آپ کے اپنے خط میں یزید کے فسق کا انکار کیا ہے یا نہیں، اس سے قطع نظر، وہ، یزید کے مدمقابل تمام صحابہ کرام کو یقیناً عادل ہی کہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی (العیاذ باللہ) غلط کار، باغی اور فاسق نہ کہتے ہیں، نہ مانتے ہیں اور نہ کسی سے ان کے بارے میں ایسے الفاظ سن ہی سکتے ہیں۔۔۔۔ اب فرمائیے! آگے آپ کیا کہتے ہیں؟ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دو آدمی یا دو جماعتیں آپس میں لڑیں۔ قتل و قتال تک نوبت پہونچے اور ان میں سے غلط کار، باغی اور فاسق کوئی بھی نہ ہو۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ نہیں ہو سکتا اور دو مدمقابلوں میں سے کسی ایک کا غلط کار، باغی اور فاسق ہونا آپ کے نزدیک ضروری ہی ہے تو بسم اللہ کیجئے اور درج ذیل مدمقابلوں میں ذرا غلط کار، باغی اور فاسق کی تعیین کر کے دکھائیے۔

الف۔ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی، اور حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ و ہزاروں صحابہ و تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) آپس میں مدمقابل ہوئے، بلا کا رَن پڑا، قتل و قتال تک نوبت پہنچی کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ فرمائیے! حضرت علیؓ ان جنگوں میں آپ کے نزدیک حق پر اور خلیفہ راشد و عادل تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو تصریح فرمائیے۔ اور اگر تھے تو فرمائیے ان کے مدمقابل ہزاروں صحابہؓ و تابعین کو آپ باطل پر، غلط کار، فاسق اور باغی کہتے ہیں یا کیا؟ بات پوری کریں۔

ب۔ حضرت عباس رضی اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرامؓ سے بھری عدالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ظالم، کاذب، آثم، غادر اور خائن کہا (صحیح بخاری ص۱۰۸۵/ج۲ و صحیح مسلم ص۹۰/ج۲) فرمائیے! حضرت عباسؓ کو اس میں آپ سچا مانتے ہیں یا جھوٹا؟ اگر جھوٹا مانتے ہیں تو اعلان کریں اور اگر سچا مانتے ہیں تو پھر بتلائیں کہ حضرت علیؓ کو آپ ظالم، کاذب، آثم، غادر اور خائن کہتے مانتے ہیں یا کیا؟ بات پوری بتانی چاہیئے۔

ج۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی شہادت دی جو ضابطہ شہادت پر پوری نہ اترنے کی وجہ سے رد ہو گئی۔ ان پر حد قذف لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ اپنی غلطی مان کر توبہ کر لیں تو پھر مقبول الشہادہ ہو جائیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا (صحیح بخاری ص۳۶۱/ج ا مع الفتح) فرمائیے! حضرت ابوبکرؓ کو آپ جھوٹا اور مردود الشہادہ کہتے ہیں یا حضرت مغیرہؓ کو زانی؟ یا کیا؟ وضاحت فرمائیں۔

د۔ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں بھی فرمایا تھا کہ "اللہ کی قسم یہ بھی محض دنیا کیلئے لڑ رہے ہیں۔"

وان ذالک الذی بمکتہ واللہ ان یقاتل الاعلی الدنیا۔۔۔ (صحیح بخاری مع الفتح ص۶۹/ ج۱۳)

نوٹ: صحیح بخاری کے عام پاکستانی نسخوں میں یہ الفاظ یا تو کتابت سے رہ گئے ہیں یا ممکن ہے نسخوں کا فرق ہو۔ بہر حال فتح الباری اور بیروت والے عربی نسخے میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ صحیح بخاری کا عربی نسخہ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت ص۲۶۰۴/ج۶ سن طباعت ۱۴۱۰ھ)

فرمائیے! حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ آپ کے نزدیک خالص دین کیلئے لڑے تھے یا خالص دنیا کیلئے۔ اگر خالص دنیا کیلئے لڑے تھے تو تصریح فرمائیں۔ اگر خالص دین کیلئے لڑے تھے تو بتائیے کہ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو ان کی اس بات میں آپ جھوٹا کہتے ہیں یا کیا؟ بات پوری کریں۔

ہ۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوالمصطلق سے صدقات وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ انہوں نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ، وہ مرتد ہو گئے ہیں، صدقات انہوں نے روک لئے ہیں اور میرے قتل کے درپے ہوئے ہیں۔ ارتدوا ومنعوا الصدقتہ وارادوا قتلی۔۔۔۔ (الاصابہ ترجمہ ولید و تفسیر ابن کثیر وغیرہ سورہ حجرات) ارشاد ہو کہ آپ کے نزدیک یہاں پوری بات کیا ہے؟ بنوالمصطلق مرتد ومانعین صدقات اور حضرت ولیدؓ سچے یا وہ مسلمان اور یہ جھوٹے؟

اب ذرا چند حوالے اپنی اس مقدس تاریخ کے بھی سن لیجئے جسکا انکار آپ کے نزدیک حدیث کے انکار کا پیش خیمہ ہے۔

الف۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کا قاتل کہا۔ چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا کہ "اہو قتلہ؟" تو انہوں نے فرمایا کہ "نعم و آوی قتلتہ۔" (البدایتہ ص۲۵۹/ج۷) فرمائیے! حضرت معاویہؓ اس معاملہ میں آپ کے نزدیک سچے ہیں یا جھوٹے؟ اگر جھوٹے ہیں تو وضاحت فرمائیں۔ اور اگر سچے ہیں تو بات پوری کریں کہ

حضرت علیؓ کو آپ حضرت عثمانؓ کا قاتل کہتے ہیں یا کیا؟

ز۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ و دیگر بعض حضرات کا نام لیکر ان کو "لیسوا باصحاب دین ولاقرآن" یعنی کافر فرمایا اور بچپن سے بچپن تک انکا کافر و شریر رہنا بتایا۔۔۔ صحبتھم اطفالا و صحبتھم رجالا۔ فکانوا شر اطفال و شر رجال۔۔۔۔ (البدایۃ ص ۲۷۳/ج ۷) فرمائیے! حضرت علیؓ اس معاملہ میں آپ کے نزدیک سچے تھے یا جھوٹے؟ اگر جھوٹے تھے تو اعلان کریں اور اگر سچے تھے تو حضرت معاویہؓ وغیرہ کو آپ کافر اور شریر کہتے ہیں یا کیا؟ بات پوری کرنی چاہئیے۔

ح۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں ایک دوسرے پر اپنی اپنی قنوت میں لعنت بھیجا کرتے تھے۔ (البدایۃ ص ۲۸۴/ج ۷) فرمائیے! ان میں سے کون سچا تھا اور کون جھوٹا؟ کون مستحق رحمت تھا اور کون مستحق لعنت؟

ط۔ پھر سوال یہ بھی ہے کہ عادل صرف یزید کے مدمقابل صحابہؓ و تابعین ہی نہ تھے بلکہ اس کو خلیفہ بنانے، ماننے، بیعت و اطاعت کرنے والے صحابہؓ و تابعین بھی عادل ہی تھے۔ آپ یزید کو تو فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور مہا پاپی کہتے ہیں۔ اب اس کو خلیفہ بنانے، ماننے، اس کی بیعت و اطاعت کرنے پھر اس پر قائم بھی رہنے والے تمام صحابہؓ و تابعین کو آپ غلط کار، فاسق و فاجر اور زانی و شرابی کے طرفدار اور ایسے مہا پاپی کو باختیار خود خلیفہ بنانے والے گنہگار کہتے ہیں یا کیا؟ بات تو پوری بتانی چاہئیے۔

الغرض آپ کے نزدیک اگر دو مدمقابلوں میں سے کسی ایک کا غلط کار، باغی اور فاسق ہونا اور اس کو یہ کچھ کہنا ضروری ہے تو آپ ان مذکورہ مدمقابلوں میں سے غلط کار، باغی اور فاسق کی تعیین و تمیز کر کے اپنی بات پوری بتا دیں تو پھر حضرت مولانا محمد امین صاحب اور کوئی بھی یزید اور اس کے مدمقابل صحابہ کرامؓ کے بارے میں بات پوری بتا دیں گے۔ یہ تقابلی نظریہ ہی اصل سبائی نظریہ ہے جو غیر شعوری طور پر آپ جیسے حضرات لئے پھرتے ہیں۔ خط زیادہ طویل نہ ہوگیا ہوتا تو اس کی بھی قدرے تفصیل کرتا۔

۱۵۔ مولانا محمد امین صاحب نے یزید کے بارے میں ایک بات یہ بھی لکھی تھی کہ وہ صحابی زادہ ہے۔ آپ اس پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"مولانا آپ جانتے ہیں کہ نبی زادہ بھی بگڑ سکتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سے آپ واقف ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں، خیر القرون میں بالاتفاق ایسے لوگ موجود تھے جو منافق یا فاسق تھے اور انہی میں حجاج، یزید بن معاویہ اور مختار ہیں۔" (جوابی مضمون ص ۴)

آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ ضابطہ صرف معاویہؓ کے بیٹے یزید کیلئے ہی ہے یا اوروں کے بیٹوں پر بھی لاگو ہو سکتا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے حوالہ سے صرف معاویہؓ کے بیٹے کا ہی بگڑنا ثابت ہو سکتا ہے یا کسی اور کے بیٹے کا بھی؟ اگر کوئی خارجی و ناصبی آپ کی اسی دلیل سے یزید کے مدمقابل صحابہؓ و تابعین کو باغی واغی کہنے لگے تو فرمائیے آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ کیونکہ حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت حنظلہ (رضی اللہ عنہم) حضرت نوح علیہ السلام سے تو بڑھ کر نہ تھے۔ جب ان کا بیٹا نبی زادہ ہو کر بگڑ سکتا

ہے تو علی زادہ کیوں خطا نہیں کر سکتا؟ زبیر زادہ سے غلطی کیوں نہیں ہو سکتی؟ حنظلہ زادہ کیوں بھول چوک نہیں سکتا؟ ہاں تو بنی زادہ اگر بگڑ سکتا ہے تو ماسٹر محمد امین اکاڑوی، سنی ہو کر بھی حضرت حسین و یزید کے معاملہ میں رفض و تشیع کی ترجمانی کیوں نہیں کر سکتا؟ ادارہ الخیر، اہل حق میں سے ہو کر بھی اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے حق کا منہ کالا کیوں نہیں کر سکتے؟ نوح کے بیٹے کے حوالہ سے دنیا جہاں کا بگاڑ آخر نرے معاویہؓ کے گھر ہی کیوں چلا گیا تھا؟ غیر مقلدین بھی تو قیاس و اجتہاد کو علی الاطلاق کار ابلیس بتلاتے ہیں؟ پھر فرمائیے کہ آپ کی یہ دلیل ان کی اس ابلیسی دلیل سے کچھ بھی مختلف ہے؟

بیشک خیر القرون میں منافق یا فاسق موجود تھے لیکن اسکی کیا دلیل ہے کہ خیر القرون کا سارا نفاق اور فسق بس حجاج، یزید اور مختار میں ہی جمع ہو گیا تھا؟ جن اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا ان میں بھی منافق یا فاسق آخر کیوں موجود نہیں ہو سکتے؟ اگر ہو سکتے ہیں تو پھر یہی کیوں نہ کہا جائے کہ جمل و صفین کیطرح یہ طوفان بھی اٹھایا ہوا انہی منافقوں یا فاسقوں کا تھا جو مخلصوں کی صفوں میں اسی طرح گھسے ہوئے تھے جس طرح حضرت علی، اصحاب جمل اور اصحاب صفین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے؟

میرے محترم! ہو سکنے کو کیا نہیں ہو سکتا؟ لیکن محض "ہوسکنے" اور "بگڑسکنے" سے تو بات نہیں بن جایا کرتی بلکہ دیکھنا تو یہ ہوتا ہے کہ فی الحقیقت امر واقعہ کیا ہے؟ اور امر واقعہ کا تعلق دلیل اور ثبوت سے ہوا کرتا ہے محض کہاوتوں سے نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے یہ بنی زادے کے بگڑسکنے والی دلیل جتنی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے خلاف استعمال کی ہے، آپ کا کوئی مدمقابل اس سے کہیں زیادہ اس کو خود آپ کے خلاف، علی زادہ، زبیر زادہ اور حنظلہ زادہ (رضی اللہ عنہم) کے حق میں استعمال کر سکتا ہے۔ اسطرح یہ دلیل آپ کے لئے مفید سے زیادہ مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

۱۶۔ آپ نے محمود عباسی کی یہ عبارت نقل کی کہ:

"اس زمانہ میں صحابہ کی کثیر تعداد حجاز و شام و بصرہ و کوفہ و مصر میں موجود تھی ان میں سے کوئی بھی یزید کیخلاف نہ خود کھڑا ہوا نہ حسینؓ کے ساتھ اور نہ انہوں نے یزید کے ساتھ ہو کر قتال کیا بلکہ اس فتنہ سے الگ تھلگ رہے۔" ۔۔۔۔۔ پھر اپنی طرف سے اس پر حاشیہ آپ نے یوں چڑھایا۔

"معلوم ہوا کہ جو صحابہ یزید سے نہیں لڑے وہ بھی یزید کو فتنہ ہی سمجھتے تھے۔" (الخیر ص ۲۳ محرم ۱۶ھ)

محمود احمد عباسی کی اس عبارت سے آپ کی یہ دریافت، تعجب خیز ہی نہیں بلکہ حد درجہ مضحکہ انگیز بھی ہے۔ اس لئے کہ اول تو عباسی نے یہاں کسی شخصیت کو "فتنہ" نہیں کہا بلکہ مسلمانوں کے حسینی اور یزیدی دو گروہوں کے درمیان قتل و قتال کو "فتنہ" کہا ہے اور مسلمانوں کی آپس کی ایسی لڑائی بھڑائی کو "فتنہ" کے لفظ سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "فتنہ" کا مطلب "اسلام کے دو گروہوں میں باہم تلواریں چلنا" ہی بیان کیا ہے۔ (ازالۃ الخفاص ۴۹۱ ج ۱ مترجم)

اس اعتبار سے عباسی عبارت کا معنی یہ ہوگا کہ "جو صحابہؓ، حضرت حسینؓ اور یزید میں سے کسی کے ساتھ بھی ہو

کر نہیں لڑے وہ ان کی آپس کی اس لڑائی کو فتنہ سمجھتے تھے۔" یہ نہیں کہ "وہ یزید کو فتنہ سمجھتے تھے"

لیکن اگر آپ کی دریافت کے مطابق اس عباسی عبارت کو شخصیات سے ہی متعلق فرض کر لیا جائے تو پھر عباسی نے شخصیت صرف ایک یزید کی ہی ذکر نہیں کی بلکہ اس کے ساتھ دوسری حضرت حسینؓ کی بھی ذکر کی ہے اور صحابہؓ کا الگ تھلگ رہنا بھی ان دونوں سے ہی ذکر کیا ہے۔ لہذا عباسی کے الفاظ "اس فتنہ" کا مرجع بھی یہ دونوں ہی ہوں گے نہ کہ صرف اکیلا یزید ہی۔ اس طرح اس عبارت سے صحابہؓ کا (آپ کی دریافت کے مطابق) صرف یزید کو ہی فتنہ سمجھنا معلوم نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ حضرت حسینؓ کو بھی (العیاذ باللہ) فتنہ ہی سمجھنا معلوم ہوگا۔ بلکہ اگر عباسی نظریے اور عقیدے کو سامنے رکھکر اسکا مرجع متعین کیا جائے تو پھر تو صرف تنہا حضرت حسینؓ ہی اسکا مرجع بنتے ہیں۔ کیونکہ یزید کو تو عباسی، خلیفہ عادل وراشد اور صالح مانتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کو وہ باغی اور محض مقتول گردانتا ہے۔ اس اعتبار سے تو اس عبارت سے بقول آپ کے "صاف معلوم یہ نہ ہوگا کہ جو صحابہ، یزید سے نہیں لڑے وہ بھی یزید کو فتنہ ہی سمجھتے تھے۔" بلکہ اس کی بجائے "صاف معلوم یہ ہوگا کہ جو صحابہ (حضرت) حسینؓ سے نہیں لڑے وہ بھی (حضرت) حسینؓ کو (العیاذ باللہ) فتنہ ہی سمجھتے تھے۔"

بلکہ میں تو عرض کرونگا کہ اگر آپ کا یہ استخراج واستنباط صحیح مان لیا جائے تو پھر تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی (العیاذ باللہ) "فتنہ" بنتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خلافتی اقدامات وواقعات کا تو ذکر ہی "فتنہ ابن زبیر" کے نام سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ "عن نافع ان ابن عمر اتاہ رجلان فی فتنۃ ابن الزبیر الخ" (صحیح بخاری ص۶۴۸/ج۲) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عباسی کا کوئی پیروکار تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی (العیاذ باللہ) فتنہ قرار دے سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدیثوں میں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عثمانؓ شہید ہوں گے اور ان کی شہادت کے قریب ایک فتنہ عظیم برپا ہوگا الخ"۔ پھر آگے بڑی صراحت کیساتھ نام لے کر اس کو حضرت علیؓ کی خلافت پر منطبق کیا ہے۔ (ازالۃ الخفاء از ص۴۷۸ تا ص۴۸۰ ومابعدھا/ج۱ مترجم) نیز حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی اہل کوفہ کو حضرت علیؓ کی فوج میں بھرتی ہونے سے یہ کہہ کر منع فرمایا تھا کہ "ھذہ فتنۃ، النائم فیھا خیر من الیقظان الخ" (البدایۃ ص۲۳۶/ج۷) فرمائیے! آپ نے تو یزید کا فتنہ ہونا یا صحابہ کا اس کو فتنہ سمجھنا عباسی کی عبارت سے کشید کیا ہے۔ آپ ہی کے نقش قدم پر اپنے قدم جماتا ہوا کوئی آپ کا مدمقابل، عباسی کا پیروکار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر المعنی احادیث اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت اھبان بن صیفی جیسے صحابہ (علیہم الرضوان) کی تصریحات سے خود حضرت علیؓ کو ہی (العیاذ باللہ) "فتنہ" بنانے لگ جائے تو آپ اس کو کیا جواب دے سکتے ہیں؟ نیز فرمائیے کہ اس طرح یزید کو فتنہ بنانے کا آپ کا یہ شوق آپ کو مفید کریگا یا مضر ترین ثابت ہوگا؟

یہ آپ کی کچھ باتوں کا جائزہ ہے بہت کچھ ابھی باقی ہیں۔ اس کا حال بھی انہی جیسا بلکہ ان سے بھی ابتر ہے۔ مقصود آپ کا مکمل جواب لکھنا یا آپ سے کوئی مجادلہ ومناظرہ کرنا نہیں بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ اختلافی اجتہادی مسائل میں کسی طرف کی طرفداری میں انسان جتنا بھی ایڑی چوٹی کا زور کیوں [illegible] کہ [illegible] قطعی ویقینی بات نہیں کہ

سلتا۔ اس کی کوئی بھی تاویل تو تجیہ اور تشریح و توضیح ایرادو اعتراض اور قیل و قال سے خالی نہیں ہو سکتی۔ میں نے بھی جو کچھ عرض کیا ہے خود یہ بھی نہ قطعی و یقینی ہے اور نہ ایرادو اعتراض سے مبرا ہے۔ اس لئے ایسے مسائل میں موقف تو جو چاہے آدمی اختیار کر لے لیکن کسی جانب کو ایسا قطعی و یقینی اور خواہ مخواہ ایسا اتفاقی و اجتماعی بنانے لگ جانا کہ دوسری جانب کیلئے نفس جواز کی بھی کوئی گنجائش نہ چھوڑنا، اصول و قواعد اہل سنت کی رو سے نہایت ہی نامناسب ہے۔

یزید کی بیعت و خلافت کا مسئلہ بھی ایسا ہی تھا۔ اس کے بارے میں بھی صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کا آپس میں اختلاف بھی تھا اور خالصۃً اجتہادی بھی تھا۔ اس میں آپ کا میلان اگر یزید کے فسق کی طرف ہی تھا تو آپ بڑی خوشی سے اس کا ذکر کرتے لیکن اس کے لئے جیسی مجلسیں آپ نے الخیر میں، مولانا محمد امین صاحب کے جواب اور مولوی ضیاء الرحمان کے جواب میں پڑھی ہیں ایسی مجلسیں ہمارے اکابر سے ثابت نہیں ہیں۔ اکابر نے نہ تو یزید کو خلیفہ راشد و عادل کہہ کر حضرت حسینؓ کو باغی و اغی سمجھا ہے اور نہ حضرت حسینؓ کے عدل کے حوالہ سے یزید کو ایسا فاسق و فاجر، زانی و شرابی اور کتے باز، چیتے باز اور بندر باز وغیرہ وغیرہ بنایا ہے جیسا آپ نے اس کو یہ کچھ بنانے پر اپنا سارا زور لگا دیا ہے۔ بلکہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے جو تحقیق "شہادۃ امام حسینؓ اور کردار یزید" میں کر دی ہے اس کے بعد تو حضرت حسینؓ کے موقف کی صحت کیلئے یزید کو نفس فاسق و فاجر بنانے بتانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ یہی حال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے موقف کا بھی ہے۔

اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات

مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں

مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات

اور

نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ مہتمم مدرسہ معمورہ

دار بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان۔ فون:۔ 511961

بذریعہ بینک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان۔

زُبْدَۃُ التَّفَاسِیْر۔۔۔تفسیری ریفرنس بُک

ایک تعارف

پی ایچ ڈی کے لئے یہ مقالہ (Thesis) ممتاز محقق' استاذ اور دانشور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صدر شعبہ عربی' پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کی نگرانی اور رہنمائی میں شعبۂ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے استاد اعجاز فاروق اکرم نے پنجاب یونیورسٹی میں پیش کیا جو عربی زبان میں ڈھائی ہزار صفحات اور چار ر چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس کی بنیاد برِصغیر ر کشمیر کے معروف نقشبندی بزرگ خواجہ خاوند محمود الملقب بہ حضرتِ ایشاںؒ (م ۱۰۵۲ھ) کے صاحبزادے خواجہ معین الدین کشمیریؒ (م ۱۰۸۵ھ) کی بادشاہ عالمگیرؒ کو پیش کردہ قلمی تفسیر" زُبدۃ التفاسیر" کے مخطوطہ (Manuscript) پر ہے۔ اس Thesis میں اس قلمی تفسیر کے دنیا میں موجود چار مخطوطوں پنجاب یونیورسٹی لاہور، کیمبرج یونیورسٹی انگلینڈ' خدا بخش لائبریری پٹنہ' ایشیاٹک سوسائٹی لائبریری کلکتہ کی مائیکرو فلموں کے ذریعے تقابل، تصحیح اور حواشی کا کام کیا گیا ہے۔ جبکہ تفسیر میں وارد ۴۱۲ اَعلام (شخصیات) اور ۲۲۹ احادیثِ مبارکہ کے علاوہ اَماکن وبُلدان (شہر اور ملک) اور قبائل کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

اس مقالے کا سب سے اُہم پہلو یہ ہے کہ تفسیری اقوال و آراء کی تفسیر قرآن کے معروف و مُستند اور بنیادی مآخذ (Original Sources) بالترتیب تفسیر الطبری، تفسیر البغوی، زاد المَسیر، تفسیر البیضاوی، تفسیر النسفی، تفسیر الخازن، تفسیرِ ابن عباسؓ اور تفسیر الجلالین سے تخریج کی گئی ہے۔ اس مقالہ میں ہر قطعہ ء آیت کے سامنے ایک ہی سطر میں تفسیر اور آٹھوں مصادر کے حوالے بمعہ صفحہ اور جلد نمبر درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح یہ مقالہ بنیادی مآخذِ تفسیر کے کیٹلاگ ر مبنی انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اِس کی نتیجے میں طالبِ تفسیر کو کسی بھی آیت کی تفسیر کے لئے آٹھوں بنیادی مآخذِ تفسیر سے رجوع کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ ایک ہی سطر اور ایک ہی نظر میں تمام تفصیلات بہم میسر آجائیں گی۔